مولانا محمد ابراہیم خلیل *

ایک مہاجر فی سبیل اللہ کی حیات وخدمات

حامداً ومصلیاً وبعد فقد قال اللہ تعالیٰ: ومن یخرج من بیته مهاجر الی الله ورسوله الکریم ثم یدرکه الموت فقد وقع اجره علی الله (سورہ نساء آیت نمبر ۱۰۰)

وقال علیه السلام : من سلک طریقاً یلتمس فیه علما سهل الله له طریقاإلی الجنة (ترمذی، أبواب العلم، باب فضل طلب العلم)

معزز قارئین کرام! ماہ جون ۱۹۲۷ء کو سرزمین ہندوستان کی خوبصورت ترین، صحت افزاء مرغزار ریاست کشمیر کی حسین ترین ''وادی گریز'' کے قصبہ وان پورہ میں حاجی حبیب اللہ مرحوم کے گھر مستقبل میں ستارہ کی طرح چمکنے والی مذکورہ آیت وحدیث کی مصداق وعملی تصویر ہستی نے آنکھ کھولی، جو ہزاروں علماء، صلحا، اتقیاء کا علمی وعملی وروحانی گہوارہ بنا، جس کو اہل جہاں مولانا محمد خلیل صاحب کے نام سے جانتے ہیں۔

۱۔ امیر التبلیغ مولانا محمد یوسف صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرنا۔

۲۔ پیدل جماعت کے ساتھ حج بیت اللہ کی سعادت۔

درسیات کی تکمیل کے متصلاً بعد حضرت مولانا محمد احسان الحق صاحب دام مجدہم (استاد الحدیث مدرسہ رائے ونڈ وخلیفہ حضرت شیخ رحمہ اللہ) کی مشایعت میں نظام الدین کا سفر فرمایا، اور پہلی ولی حسرت کہ حضرت جی رحمہ اللہ کے دست حق پرست پر بیعت سے قلبی تسکین پائی۔ اور مدرسہ کاشف العلوم نظام الدین میں ۳ ماہ تدریس بھی فرمائی، اس سفر میں اپنے وطن جانے کا عزم مصمم تھا، جس کے انتظار میں نظام الدین ٹھہرے، مگر ویزا نہ ملنے کی وجہ سے اپنے وطن کشمیر نہ جاسکے، اور سہ ماہی قیام کے بعد واپسی ہوئے، پھر ۱۹۶۲ء تا ۱۹۶۴ء پیدل جماعتوں کے ساتھ پاکستان کے مختلف علاقوں سے گزر کر حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی، اس سہ سالہ سفر میں افریقہ، حبشہ، تنزانیہ، مسقط، کویت وغیرہ ممالک میں دعوت کی محنت دل لگی وجانفشانی کے ساتھ سرانجام دی، اور تین حج متواتر فرمائے، اخیر حج میں مولانا احسان صاحب کی معیت حاصل تھی، فراغت حج کے بعد پاکستان رائے ونڈ تشریف لائے۔ ۱۹۶۱ء کے سفر نظام الدین پھر ۱۹۶۲ء تا ۱۹۶۴ء کے سفر حج سے والدین کی ملاقات بھی مقصود تھی، جو نہ ہوسکی، ان ادوار واسفار میں آپ کے ساتھ مدد خداوندی کا جو حاصل معاملہ تھا، وہ بہت نرالا تھا، بالخصوص اس ۳ سالہ سفر میں جس میں ۳ حج کئے اور بیت اللہ کو غسل دینے کا شرف حاصل کیا، اس میں جتنی رقم

---

* ابن مولانا محمد خلیل ؒ بانی ومہتمم مدرسہ عربیہ مسجد زکریا، راولپنڈی

کی ضرورت پڑتی' اپنی جیب اور مصلّٰی کے نیچے سے حاصل کر لیتے' اور اس کا مشاہدہ آپ کے تلامذہ وخدام کو بار ہا ہوا۔

سفر حج سے واپسی پر مدرسہ عربیہ رائے ونڈ میں تدریسی خدمات سونپی گئیں اور مرکز کے اعمال آپ کے حصہ میں آتے رہے' اسی دوران مولانا عبدالسنان مہاجر مدنی مدظلہ کی تحریک اور کاوش سے آپ کی نسبت طے ہوئی' اور حضرت مولانا خیر محمد صاحبؒ نے نکاح مسنونہ پڑھایا' قیام رائے ونڈ کے دوران مولانا خیر محمدؒ ریل سے اسٹیشن پر گزرتے رائیونڈ اتر جاتے' اور فرماتے کہ مولوی خلیل سے ملاقات کر کے جاؤں گا' اور ایسا بار ہا ہوا۔

قیام رائے ونڈ کے دوران پاکستان کے امیر اول رفیق ومعتمد خاص مولانا محمد الیاس صاحب' حضرت الحاج محمد شفیع قریشی صاحبؒ (بانی ومتولی زکریا مسجد) کے مطالبہ پر آپ کو خدمات زکریا مسجد راولپنڈی کے لئے ۱۹۶۸ء میں بھیج دیا گیا۔

قریشی صاحبؒ کو تاحیات اپنا والد گردانتے' اور قریشی صاحب بھی بہت شفقت فرماتے' ہم تمام اہل پر قریشی صاحب اور ان کے اہل خانہ کی بہت شفقتیں رہیں' فجزاهم الله احسن الجزاء

ڈھیری حسن آباد کے مرکز میں آخری شب جمعہ کا بیان فرمایا اور چند روز بعد نماز مغرب سے زکریا مسجد کا افتتاح فرمایا۔ اور پہلا شب جمعہ کا بیان فرمایا۔ ۱۹۶۸ء تا آخر عمر مسجد کی جملہ ذمہ داریاں آپ کے سپرد رہیں' دریں اثناء احیاء دین کی عالمی محنت دعوت وتبلیغ کے سلسلہ میں جڑواں شہر پنڈی اسلام آباد کی گلی کوچوں کو چھان مارا اور دور دراز علماء کی جماعتوں کے ساتھ ملک کے مختلف شہروں میں دعوت کے کام کا تعارف کرایا' اور ہر کس وناکس کو ہر آن ہر گھڑی دعوت کی مبارک محنت کے لئے ہر قربانی پر لانے کی تگ ودو کو اپنا منصب فرضی جانتے رہے' جس سے لاکھوں انسانوں کی زندگیوں کے بدلنے کا ذریعہ اور سبب گردانے جاتے۔

آپ قریشی صاحبؒ کی توجہات خاصہ کا مرکز ہوتے ہوئے حضرت قاضی عبدالقادر صاحبؒ (خلیفہ حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ وحضرت شیخؒ) جھاوریاں والے کی خصوصی نظر میں تھے' انہوں نے آپ کی خاطر حضرات اکابرین رائے ونڈ سے مدرسہ عربیہ کا قیام منظور کروایا' چنانچہ جنوری ۱۹۶۹ء مسجد کے متصل کمرہ میں آپ نے تین طلبہ سے مدرسہ کا افتتاح فرمایا' مدرسہ کے جائزہ ودیگر امور کی نگرانی کے لئے اساتذہ رائے ونڈ تشریف لاتے رہے' اور تاحال تشریف لاتے ہیں' اور یہ سلسلہ ان شاءاللہ جاری رہے گا۔

مدرسہ کے ابتدائی سالوں میں طلبہ کے لئے اشیاء خورد ونوش' سبزی وپھل اپنے دوش مبارک پر رکھ کر اپنے عزیز طلبہ کے لئے لاتے' اور ۲۵ رطلبہ تک اپنے گھر سے کھانا تیار کرواتے رہے' شب بیداری بچپن سے معمول تھا' اس میں اپنے ہونہار طلبہ کے لئے اللہ کے حضور استقامت' خدمت دین اور قبولیت کی دعائیں فرماتے' اور ساتھ ساتھ نگرانی بھی فرماتے' فرداً فرداً ہر طالب علم سے اس کے تفصیلی حالات معلوم کر کے اس کا ہر ممکن تعاون کرتے اور ساتھ بطور خاص تعلق مع اللہ ورجوع الی اللہ کی خاص مشق کراتے۔

تلامذہ کے لئے مجسمہ رحم وکرم مثل ماں باپ تھے' تلامذہ کے دکھ درد کو اپنا دکھ سمجھتے۔ تعلیمی ترقی کے لئے تلامذہ کو طویل ترین ترغیب ونصائح ارشاد فرماتے' اساتذہ کو احساس ذمہ داری دلانے کے لئے مذاکرہ فرماتے' اور حضرات ممتحنین کی آراء سے کام لیتے' اور اپنی محنت کو صفر سمجھتے۔ آپ میں حب جاہ نام کو نہ تھی' اور اس سے طبیعت بہت گھبراتی' مشائخ دینویہ کے قریب جانے کو بھی ناپسند سمجھتے' فرماتے کہ علماء کے دو کام ہیں: تعلیم وتعلم' دعوت وتبلیغ۔ آپ دعوت کے سلسلہ میں جڑواں شہر پنڈی اسلام آباد کی گلی گلی میں گشت فرماتے اور ائمہ مساجد' اہل علم' اہل فتویٰ ودیگر حلقہ جات میں جا کر دعوت کے غلغلہ کو بلند فرماتے' یعنی عملاً اس کا مظاہرہ کرتے۔

آگ لگا دے' ہستی میں پھونک دے سب کچھ مستی میں کہتا پھر ہر بستی میں لا الہ الا اللہ' لا الہ الا اللہ

آپ کی شبانہ روز محنت نے اس مدرسہ عربیہ کو ملکی سطح پر عظیم درسگاہ کے مقام تک پہنچایا' تین طلبہ سے شروع ہونے والے مدرسہ میں اس وقت تین صد ملکی وغیر ملکی طلبہ زیر تعلیم ہیں' جس میں موقوف علیہ درجہ مشکوٰۃ شریف تک تعلیم حاصل کر رہے ہیں' ۱۵ اساتذہ جو آپ کے تلامذہ ہیں' مصروف کار ہیں' اور بیس کے قریب شاخیں آپکی محنت سے آپ کے تلامذہ کی نگرانی میں کام کر رہی ہیں' جس کا تاج آپ کے سر ہے۔

۱۹۷۰ء میں آپ کو حضرت شیخ مولانا محمد زکریا صاحبؒ کے قیام راولپنڈی کے دوران کبار علاء ومشائخ کو نماز جمعہ پڑھانے کی سعادت حاصل ہوئی' جس کے بارے میں آپ فرماتے کہ اللہ نے مجھے "واجعلنا للمتقین إماما" کا شرف بخشا۔ کتب صرف ونحو وفقہ وادب عربی وفارسی' ترجمہ قرآن کریم' درس حدیث آپ کے زیر درس رہیں' اخیر پانچ سال درس مشکوٰۃ ثانی دیتے رہے اور وفات سے ۲۵ روز قبل تک یہ تدریس کا مبارک سلسلہ جاری رکھا' پھر مرض کی شدت نے اجازت نہ دی۔

اس گراں مایہ ہستی نے خود کو تواضع کی چادر میں چھپائے رکھا' تعلیم وتعلم' ذکر وعبادت' دعوت' خدمت واکرام کے مبارک اعمال میں اپنے کو مصروف رکھتے' اور لایعنی سے بچتے' ذکر اللہ اور تلاوت اور طویل دعاؤں کا آخر تک اہتمام رہا' اپنی بے نفسی تواضع' استغنا' اخلاق حسنہ کی وجہ سے ہر دلعزیز تھے' جس کا منہ بولتا ثبوت آپ کا عظیم الشان جنازہ تھا' جس میں ملک بھر کے تلامذہ' علماء وعوام شریک ہوئے' مرکز کی وسیع جگہ آپ کے جنازہ کے لئے کم ہوگئی' اور دو تہائی مجمع شریک جنازہ نہ ہو سکا' آپ کی عنداللہ مقبولیت کے لئے صرف اتنا لکھنا کافی سمجھوں گا کہ آپ کو زندگی بھر بذریعہ خواب صلحا بکثرت دربار رسالت ﷺ سے سلام آتے رہے' اور اخیر سال بلکہ چند ماہ قبل سلام کے ساتھ تمام انبیاء' صحابہ' تابعین' تبع تابعین' فقہاء ومحدثین' مجتہدین رحمہم اللہ کی طرف سے جزائے خیر کے مژدے بھی آئے' جس پر بے حد مطمئن ومسرور ہوا کرتے تھے' کہ بحمد اللہ میرا ۶۳۱ سالہ دین کی خدمت کا سفر ٹھکانہ لگ گیا' بندہ آپ کی ادعیہ خاصہ کی بدولت بھر مبارک ۵۰ سال پیدا ہوا' اور کم وبیش ۳۰ سال آپ کے ظل عاطفت میں گزارنے کا موقعہ ملا' جتنی توجہ ودعا ومحنت اپنے تمام تلامذہ

کے لئے کرتے' اس سے کہیں زیادہ بندہ کے لئے فرمایا کرتے' بندہ کی شفیق ماں کی طرح ناز وانداز سے پرورش فرمائی' نورانی قاعدہ تاختم بخاری شریف آپ کی نگرانی ودعا کے زیر سایہ تربیت حاصل کرتا رہا' تعلیم تا فراغت' فراغت تا تدریس و نکاح جملہ امور میں آپ کی بے پناہ شفقتیں وتوجہات بجانب بندہ مبذول رہیں' بوڑھاپے کی اولاد بے حد محبوب ہوا کرتی ہے' علاوہ ازیں اکلوتا ہونا اس پر مستزاد تھا' بندہ کو شفقت سے ''علامہ'' کے لقب سے یاد فرماتے' جو نام سے زیادہ مشہور ہوا' بندہ کے حفظ قرآن پر بے حد مسرور تھے' اور بہت فخر فرمایا کرتے اور پھر درس نظامی کی تکمیل پر مسرت حد سے باہر تھی' بحمد للہ بندہ کو کسی نہ کسی درجہ میں آپ کی اطاعت وفرمانبرداری کی توفیق ملتی رہی۔

دومرتبہ سفر حجاز اور دومرتبہ سفر کشمیر وہند میں آپ کی معیت وخدمت کا موقع ملا' اور پھر سب سے بڑی بندہ کی سعادت کہ اخیر چند روز آپ کی ٹوٹی پھوٹی خدمت کرنے اور سنبھالنے کی توفیق قبر میں اتارنے تک ملی' جس پر اللہ کا جتنا شکر کروں کم ہے' میری رفاقت وحاضر باشی سے بہت مطمئن ومسرور رہتے' اور جزائے خیر کی دعاؤں سے نوازتے' صد افسوس کہ بندہ ناچیز سے اس گراں مایہ ہستی کی قدردانی نہ ہوسکی' یا کریم معاف فرما۔ آمین

اخیر ایام بلڈ کینسر کے موذی مرض میں گزارے' مگر کبھی شدت مرض کا اظہار نہ فرمایا' رائیونڈ اجتماع میں شرکت کے لئے بضد تھے' خدام نے جب نہ لے جانے پر اصرار کیا تو آبدیدہ ہوگئے' اس پر بندہ نے عرض کیا کہ میں آپ کو اجتماع میں لے جاؤں گا' اس پر بہت فرحت وخوشی کا اظہار فرمایا' بحمد للہ بندہ کے ذریعہ اس الوداعی اجتماع میں تمام اکابرین سے فرداً فرداً ملاقات کرنے کی توفیق میسر ہوگئی' اس پر بہت خوش تھے۔

بلاآخر دین کا وہ طالب علم جس نے ۶۳ سال اپنی زندگی کے اس مبارک سفر میں گزارے تھے' اور اخیر ایام میں گھر صرف ۱۵ منٹ تک گزارتے تھے' پھر مدرسہ لے جانے کا فرماتے' کا بعمر مبارک ۸۵ برس اپنی دینی درسگاہ سے جنازہ اٹھا۔ ؎ جان کر منجملہ خاصان محفل مجھے مدتوں رویا کریں گے ساغر و پیمانہ مجھے

نماز جنازہ حضرت مولانا محمد احسان الحق صاحب' دام مجدہم نے پڑھائی' جنازہ کا رقت آمیز منظر' سکون ووقار' بیان سے باہر ہے' جملہ امور میں خاص مدد ایزدی آنکھوں سے نظر آئی۔ تلامذہ ومتعلقین نے اشکبار آنکھوں سے آپ کو قبر مبارک میں اتارا' تمتماتا چہرہ تمام ناظرین کی توجہ کا مرکز بنا رہا۔ متعدد علماء واحباب کو آپ کے چہرہ پر عطر لگانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ آپ کے جانے پر جہاں ہم ۷ر افراد بندہ' والدہ' ۵ ہمشیرگان سوگوار ہوئیں' وہیں تمام تلامذہ معتقدین ومتوسلین بھی آپ کے سوگوار ہوگئے' اللہ تعالیٰ تمام سوگواران کو عموماً اور راقم السطور کو خصوصاً اپنے عظیم والد مرحوم کی نسبت کا امین بنائے' اور تادم آخر مطلوبہ آداب وصفات کے ساتھ اپنی مرضیات پر چلائے اور دین عالی کی خدمت کے لئے قبول فرمائے۔ آمین۔